نمبر ۷۹ | ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق یکم جنوری سنہ ۱۹۳۵ء | جلد ۲۲

ماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۳۴ء کی مختصر روئداد

پہلا دن

۲۶ دسمبر ۱۰ بجے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کا افتتاح کیا۔ حضور کے تشریف لانے پر مسلسل اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے گئے۔ حافظ صوفی غلام محمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور خادم حسین صاحب گجرانوالہ ... المعانی نے نظم پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختصر سی افتتاحی تقریر کی۔ اور لمبی دعا کے ساتھ جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ اور پھر تشریف لے گئے اس کے بعد جلسہ زیر صدارت حضرت مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری شروع ہوا۔ اور جناب مولوی عبدالمغنی صاحب ناظر بیت المال نے فلسفہ احکام شریعت کے عنوان سے زکوٰۃ کے موضوع پر تقریر کی جس میں بتایا۔ کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا تمدنی مشکلات کا حل اور روحانی ترقی کا زینہ ہے۔ ان کے بعد مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل کا وقت تھا۔ مگر جناب مفتی محمد صادق صاحب نے جن کا وقت دوسرے اجلاس کے آخر میں تھا۔ سردی میں کمزوری صحت کے سبب سے تقریر نہ کر سکنے کی وجہ سے دوپہر کا وقت لے لیا۔ اور کشمیر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کے متعلق اپنی وہ نئی اور دلچسپ تحقیقات سنائی۔ جو پچھلے چند ماہ سری نگر میں رہ کر آپ نے کی۔ اور نہایت اہم پرانی تحریروں اور آثار کے فوٹو اور کتب کے حوالے پیش کئے۔ یہ تقریر غالباً مفصل طور پر جناب مفتی صاحب کتابی شکل میں شائع فرمائیں گے۔ جس میں کئی ایک فوٹو بھی شامل ہونگے۔ ان کے بعد اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے برخاست ہوا۔ نمازیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جمع کر کے پڑھائیں۔

دوسرا اجلاس جناب چوہدری نعمت خان صاحب سب جج دہلی کی صدارت میں دو بجے شروع ہوا۔ تلاوت و نظم خوانی کے بعد جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام پر تقریر کرتے ہوئے ادفع بالتی ھی احسن کے دو پہلوؤں جلالی و جمالی کی دلچسپ تشریح فرمائی۔ اور ثابت کیا۔ کہ سختی کرنے کے مقام پر نرمی کرنا اور نرمی کے مقام پر سختی کرنا گناہ ہوتا ہے۔ وقت کی قلت کی وجہ سے جو صرف ایک گھنٹہ تھا۔ جناب مولوی صاحب اپنی تقریر مکمل نہ کر سکے۔ یہ مفصل تقریر انشاء اللہ اخبار میں شائع کر دی جائے گی۔

ان کے بعد مولوی ظہور حسین صاحب سابق مبلغ بخارا نے مسیح موعود کے موضوع پر تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کے حوالوں اور آپ کے بیان فرمودہ حالات کا واقعات سے پورا ہونا بتا کر ثابت کیا۔ کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

ان کے بعد مولوی محمد سلیم صاحب نے اجرائے نبوت کے موضوع پر تقریر کی۔ جو بڑی دلچسپی سے سنی گئی۔ اور جلسہ پانچ بجے ختم ہوا۔

احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کا اجلاس

اسی دن سات بجے شام مسجد اقصےٰ میں احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کا اجلاس زیر صدارت ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم منعقد ہوا۔ ملک صاحب نے فیلوشپ کے اغراض و مقاصد مختصراً بیان کئے۔ مولوی دل محمد صاحب مولوی فاضل نے انقطاع نبوت کے متعلق مخالفین کے دلائل کی تردید کی۔ اور مولوی محمد سلیم صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کے موضوع پر تقریر کی۔ صدر نے تقریروں کے بعد بعض سوالات کے جواب دیئے۔

دوسرا دن

۲۷ر دسمبر کا پہلا اجلاس آنریبل چودھری محمد الدین صاحب ممبر کونسل آف سٹیٹ وریونیو ممبر جے پور سٹیٹ کی صدارت میں شروع ہوا۔ جس میں جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے ہستی باری تعالےٰ کے موضوع پر تقریر کی۔ جس میں ثابت کیا۔ کہ خدا تعالےٰ کو ماننے کے بغیر انسانی اخلاق کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اور دہریوں میں سے آج تک کوئی ایک انسان بھی ایسا نہیں ہوا جسے اخلاقی لحاظ سے دنیا کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا جا سکے۔ اعلےٰ اخلاق کے ذکر میں دہریہ بھی انہی انسانوں کو پیش کرتے ہیں۔ جنہوں نے نبی اور رسول ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف لوگوں کو بلایا۔

یہ تقریر نہایت علمی اور انگریزی خوان نوجوانوں کے لئے بہت مفید تھی۔ انشاء اللہ اخبار میں بھی شائع کی جائے گی۔

اس تقریر کے بعد جناب سید زین العابدین شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے اسمہٗ احمد کی پیشگوئی پر ایک پُر از معلومات لیکچر دیا۔ اور بر عائت وقت اس موضوع پر چیدہ نہایت اہم باتیں بیان فرمائیں۔ افادہ عام کے لئے یہ لیکچر مفصل طور پر کتاب کی صورت میں چھاپ دیا گیا ہے۔ احباب ۲ر فی کاپی کے لحاظ سے قادیان کے کتب فروشوں سے منگا کر مطالعہ کریں۔

جناب شاہ صاحب کے بعد مولوی جلال الدین صاحب شمس نے خلافت کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ غیر مبایعین روز بروز خصوصیات سلسلہ عالیہ احمدیہ ترک کرتے جا رہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے دور ہو رہے ہیں اس کے ثبوت میں آپ نے نہایت عبرت ناک مثالیں اور واقعات پیش کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ آج غیر مبایعین کے بعینہٖ وہی عقائد ہیں۔ جو ڈاکٹر عبد الحکیم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آپ کے سامنے پیش کئے۔ اور جن کی وجہ سے آپ نے اسے جماعت احمدیہ سے خارج کر دیا

ان کی تقریر کے بعد نماز کے لئے اجلاس برخاست ہوا۔ اور نماز ظہر و عصر کی نمازیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جمع کر کے پڑھائیں۔ اور اللہ اکبر کے نعروں میں حضور سٹیج پر تشریف لائے۔ حافظ محمد طیب صاحب ابن حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید کابل نے تلاوت کی۔ اور حکیم سراج الدین صاحب نے جناب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ اس کے بعد ٹھیک تین بجے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور جماعتہائے احمدیہ لنڈن۔ افریقہ اور بعض دیگر بیرونی ممالک کی جماعتوں کی طرف سے درخواست ہائے دعا پر مشتمل تار پڑھ کر سنائے۔ اور احباب کو ان کے لئے دعا کرنے کی تحریک فرمائی۔ نیز ہندوستان کے مختلف علاقوں سے جن اصحاب نے بذریعہ تار دعا کی درخواست کی تھی۔ ان کا بھی ذکر کیا۔ اور دعا میں شامل کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد نزلہ اور سخت سر درد کی تکلیف کے باوجود ساڑھے پانچ بجے تک اڑھائی گھنٹے نہایت اہم امور اور وقتی حالات کے متعلق تقریر فرمائی۔ یہ تقریر انشاء اللہ حسب معمول متعدد قسطوں میں درج اخبار کی جائے گی۔

تیسرا دن

۲۸ دسمبر کا پہلا اجلاس زیر صدارت جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد شروع ہوا۔ پہلے مولوی عبد الرحیم صاحب نیر سابق مبلغ بیرونی ممالک نے غیر ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کے موضوع پر تقریر کی۔ اور نہایت دلچسپ حالات سنائے۔ ان کے بعد جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب جب لیکچر دینے کے لئے سٹیج پر تشریف لائے۔ تو جلسہ گاہ چودہری ظفر اللہ خان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی تقریر شروع کرنے سے قبل جناب چودہری صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے اس مضمون کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی خدمت میں عرض کر کے استفادہ کیا ہے اور اگرچہ تقریر میں کروں گا۔ لیکن اکثر باتیں حضور کی ہونگی۔ آپ نے کیپٹلزم اور سوشلزم کے اصول کی تشریح کرنے کے بعد اور ان کے مخالف و موافق دلائل پیش کر کے ثابت کیا۔ کہ اسلام کے اقتصادی نظام سے بہتر کوئی نظام نہیں۔ یہ تقریر سوا بارہ بجے کے قریب ختم ہوئی۔ اور پھر نماز جمعہ کے لئے اجلاس برخاست ہوا نماز جمعہ و عصر جمع کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے پڑھائیں۔ اور پھر حضور سٹیج پر تشریف لائے۔ مولوی ظل الرحمٰن صاحب مبلغ بنگال نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور اس کے بعد حضور نے قریباً تین بجے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی کے متعلق گذشتہ سال کی تقریر کے سلسلہ میں ایک پر معارف تقریر فرمائی۔ جو ساڑھے پانچ بجے تک جاری رہی اگرچہ احباب کی بڑی خواہش تھی کہ بدستور تقریر جاری رکھیں۔ مگر حضور نے اس خیال سے کہ روزہ داروں کو تکلیف نہ ہو۔ روزہ افطار کرنے کے وقت ختم فرما دی۔ غالباً اسی دن ایک دوست کی طرف سے اعلےٰ قسم کی کھجوروں کا ایک بکس بطور تحفہ پہونچا تھا حضور نے سب کھجوریں افطاری کے لئے احباب میں تقسیم کرا دیں۔ اور کئی اصحاب کو حضور کے اپنے ہاتھ سے لینے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے بعد حضور نے لمبی دعا فرمائی۔ اور جب جلسہ گاہ سے تشریف لے جانے لگے۔ تو بلند آواز سے سب احباب کو السلام علیکم کہا۔ اور جانے والوں کو اجازت عطا فرمائی۔ بعض اصحاب سپیشل گاڑی سے جو رات کے نو بجے کے قریب چلائی گئی۔ واپس تشریف لے گئے۔ غرض اللہ تعالےٰ کے فضل سے جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

جلسہ سالانہ ۱۹۳۴ء کے اہم کوائف مختصر الفاظ میں

خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۶ر دسمبر سے شروع ہو کر ۲۸ر دسمبر ۱۹۳۴ء کو بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

موسمی کیفیت

جلسہ سے دو تین روز پیشتر مطلع ابر آلود تھا۔ اور بارش کا امکان تھا۔ دوران جلسہ میں بھی رات کو گہرا ابر ہو جاتا رہا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایام جلسہ میں کوئی موسمی تکلیف پیدا نہ ہوئی۔

مہمانوں کی آمد

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے فیوض و برکات سے متمتع ہونے کے لئے۔ اور یہ مبارک گھڑیاں قادیان کی مقدس سرزمین میں گزارنے کے لئے احباب ۲۰-۲۲ر دسمبر سے ہی آنے شروع ہو گئے تھے۔ اور ۲۶ر دسمبر تک تو ہجوم خلق سے ارض حرم کا نظارہ پیش نظر ہو گیا۔ آنے والوں میں صاحب حیثیت۔ اور معزز غیر احمدی۔ غیر مبایع ہندو۔ اور سکھ اصحاب بھی تھے۔ اور احمدی اصحاب پنجاب کے دور دراز مقامات کے علاوہ حیدر آباد دکن۔ صوبہ سرحد۔ کشمیر۔ پونچھ۔ ریاست ہائے ہند کے علاوہ ایران اور افغانستان سے بھی تشریف لائے۔

بقیہ دیکھیں صفحہ ۱۱ کالم ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۷۹ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ رمضان ۱۳۵۳ھ جلد ۲۲

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی افتتاحی تقریر

جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ ۱۹۳۴ء پر

قادیان کو فتح کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ ہو گا۔

اخلاص۔ محبت جرأت اور استقلال سے دین کے لئے قربانیاں کرو!

۲۶ دسمبر ۱۹۳۴ء ۱۰ بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ تو مجمع نے کھڑے ہوکر اللہ اکبر کے نعروں سے حضور کا استقبال کیا۔ اور حضور نے حسب ذیل افتتاحی تقریر فرمائی:

تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالےٰ کا بے انتہاء احسان

ہے۔ اور جس قدر بھی اس کا شکر ادا کریں۔ تھوڑا ہے۔ کہ اس نے ہمیں اپنا ذکر بلند کرنے کے لئے اور اپنی تسبیح و تحمید و تجید کرنے کا موقع

پھر ایک بار

اس مقام میں عطا کیا۔ جس مقام کو اس نے اپنی صفات کے ظہور کا اس زمانہ میں مرکز مقرر فرمایا ہے۔

ہم ان دنوں کو نہیں بھول سکتے۔ جبکہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد

دنیا میں پڑی تھی۔ اور جب کسی شخص کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتا تھا۔ کہ وہ بستی جسے اس کے ضلع کے لوگ بھی نہ جانتے تھے۔ کسی وقت

سارے جہاں کا مرجع

بن جائے گی۔ کبھی وہ وقت تھا۔ کہ وہ شخص جس کے متعلق بعض دفعہ اس کے والد کے گہرے دوست بھی اس کا نام سن کر کہا کرتے تھے۔ کہ ہمیں نہیں معلوم تھا۔ مرزا غلام مرتضےٰ صاحب کا کوئی اور بیٹا بھی ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے والد کے دوستوں میں سے کئی ایسے تھے۔ جو

سالہا سال کی ملاقات

کے بعد یہ معلوم نہ کر سکتے تھے۔ کہ مرزا غلام قادر صاحب کے سوا ان کا کوئی اور بیٹا بھی ہے۔ کیونکہ

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

گوشہ تنہائی میں رہتے۔ اور اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے کے عادی تھے۔ اس وقت ہمارے ایک دوست سٹیج پر میرے پاس ہی بیٹھے ہیں۔ وہ سنایا کرتے ہیں۔ ابتدائے ایام میں یعنی اپنی ابتدائی زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے والد صاحب مقدمات کی پیروی کے لئے بھیج دیا کرتے تھے۔

ایک اہم مقدمہ

چل رہا تھا۔ جس کی کامیابی پر خاندانی عزت اور خاندان کے وقار کا انحصار تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کے والد صاحب نے لاہور بھیج دیا۔ کہ وہاں جاکر پیروی کریں۔ چنانچہ آپ لمبا عرصہ جو مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے قریب تھا۔ لاہور رہے۔ قادیان کے

سید محمد علی شاہ صاحب

لاہور میں رہتے تھے۔ ان کے پاس آپ ٹھہرے۔ اور انہوں نے اپنے ایک دوست کی گاڑی کا انتظام کر دیا۔ کہ جب چیف کورٹ کا وقت ہو۔ آپ کو وہاں پہنچا آیا کرے۔ اور جب وقت ختم ہو جائے۔ آپ کو لے آئے۔ یہ بیان کرنے والے دوست کے والد صاحب کی گاڑی تھی۔ کئی دنوں کے انتظار کے بعد جب فیصلہ سنایا گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گاڑی کے پہنچنے سے پہلے ہی سید محمد علی شاہ صاحب کے گھر آگئے۔ سید صاحب نے پوچھا۔ آج آپ گاڑی کے پہنچنے سے پہلے ہی آگئے آپ بڑے خوش خوش تھے۔ فرمانے لگے

مقدمہ کا فیصلہ ہوگیا

اس لئے میں پہلے ہی آگیا۔ سید صاحب نے آپ کی خوشی کو دیکھ کر سمجھا۔ مقدمہ میں کامیابی ہوئی ہوگی۔ مگر جب پوچھا۔ کہ کیا مقدمہ جیت گئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ مقدمہ تو ہار گئے۔ مگر اچھا ہوا جھگڑا تو مٹا۔ اب ہم اطمینان سے خدا تعالےٰ کو یاد کر سکیں گے۔ یہ سن کر سید صاحب بہت ناراض ہوئے۔ ابھی تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوےٰ نہیں کیا تھا۔ اور جب آپ نے دعوےٰ کیا۔ تو بھی کچھ عرصہ تک سید صاحب مخالف رہے۔ انہوں نے ناراض ہوکر کہا۔ اس مقدمہ کے ہار جانے سے تو آپ کے خاندان پر تباہی آجائے گی۔ اور آپ خوش ہو رہے ہیں۔ اور یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ جو خدا تعالےٰ نے کہا تھا۔ وہ پورا ہوگیا۔

تو

دعوےٰ سے قبل

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حالت تھی۔ آپ دنیا سے بالکل الگ تھلگ رہتے تھے۔ آپ فرماتے اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جب تک اس نے مجھے مجبور نہیں کر دیا۔ کہ دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوں۔ اس وقت تک میں نے دنیا کی طرف توجہ نہ کی۔ گویا روحانی طور پر آپ

غار حرا میں

رہتے تھے۔ جس میں رہتے ہوئے آپ کو دنیا کی کوئی خبر نہ تھی۔ اور دنیا کو آپ کی کوئی خبر نہ تھی۔ اس وقت خدا تعالےٰ نے آپکو خبر دی۔ حان ان تعان و تعرف بین الناس یعنی وہ وقت آگیا ہے۔ کہ ہماری مدد تمہارے لئے نازل ہو۔ دنیا میں تمہارا نام پہچانا جائے۔ پھر آپ کو بتایا گیا۔ کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" پھر فرمایا "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا" اب آپ لوگوں میں سے قریباً ہر شخص اس بات سے آگاہی

رکھتا ہے۔ کہ کتنے

زور آور حملوں سے

ہر ایک کا دل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے فتح کیا گیا۔ اور کس طرح دنیا کے کناروں تک خدا تعالیٰ نے اس شخص کا نام پہنچایا۔ جسے پہلے دنیا جانتی نہ تھی۔ اور جب جانا۔ تو اس لئے جانا۔ کہ آپ کے نام کو مٹا دے ۔

آج

کچھ لوگ کہتے ہیں

کہ ہم احمدیت کو مٹا دیں گے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ ہم نے احمدیت کو مٹا دیا۔ بعض اپنے ناموں کے ساتھ فاتح قادیان بھی لکھتے ہیں لیکن

ہر بینا آنکھ

اور ہر عقلمند انسان اس بات کو دیکھتا اور سمجھتا ہے۔ کہ قادیان کو فتح کرنے والا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ اور نہ ہو گا۔ بلکہ قادیان ہی دنیا کو فتح کر رہی ہے۔ بھلا اس

گوشۂ گمنامی کی بستی

کے متعلق جہاں آنے کے لئے یکہ کی سواری بھی میسر نہ آتی تھی۔ جہاں ہفتہ میں دو دفعہ ڈاک آیا کرتی تھی۔ کون خیال کر سکتا تھا۔ کہ

دنیا کے دور دراز کے گوشوں سے

لوگ یہاں آئیں گے۔ اس لئے نہیں۔ کہ یہاں دنیوی ترقی کا سامان میسر آ سکتا ہے۔ اس لئے بھی نہیں۔ کہ کسی قسم کا کوئی جسمانی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ یہاں آ کر

روحانی غذا

حاصل کریں گے۔ یہاں خدا تعالیٰ کے قرب کے دروازے ان کے لئے کھولے جائیں گے ۔

اس وقت

پنجاب کے بڑے بڑے شہر

بھی ایسے نہیں۔ جہاں ان ممالک اور ان علاقوں کے لوگ آ کر اس کثرت سے رہتے ہوں جیسے کہ قادیان میں آتے اور رہتے ہیں۔ ایسے ایسے علاقوں اور ممالک کے لوگ قادیان میں آتے ہیں۔ جہاں کے لوگ پنجاب سے واقف نہ تھے۔ مدراس کے علاقہ کے لوگ اور مالابار کے علاقہ کے لوگ جتنی تعداد میں یہاں آتے اور رہتے ہیں۔ اتنی تعداد میں لاہور میں بھی نہیں ہوں گے۔ اسی طرح سماٹرا اور جاوا کے لوگوں کی یہاں اتنی تعداد ہے۔ جتنی لاہور میں نہ ہو گی۔ یہ بات کس طرح پیدا ہوئی۔ اگر ان الفاظ کے پیچھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائے۔

آسمانی طاقت

نہ تھی۔ تو ان باتوں کو کس نے قائم کر دیا۔ باوجود دنیا کی مخالفت کے خدا تعالیٰ نے ہی ان پیشگوئیوں کو پورا کیا۔ نادان خیال کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کئے ہوئے سلسلہ کو اپنے

مونہہ کی پھونکوں سے

مٹا دیں گے۔ گو ظاہری حالات کے لحاظ سے سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ ہے ۔ اور اب بھی ایسی حالت میں ہے۔ کہ دنیا کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی قوم اور چھوٹے سے چھوٹا فرقہ بھی اس سے زیادہ تعداد رکھتا ہے۔ سکھ سب سے قلیل قوم ہیں۔ لیکن ابھی

سکھوں کی تعداد

بھی احمدیوں سے زیادہ ہے۔ اہلحدیث فرقہ کے مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ شیعہ فرقہ کے مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اور حنفیوں کی تعداد تو زیادہ ہے ہی۔ پھر ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ گویا

ہر فرقہ کی تعداد

زیادہ ہے۔ پھر باوجود اس کے کہ کسی فرقہ کی ایسی مخالفت نہیں کی جا رہی ہے۔ جیسی جماعت احمدیہ کی کی گئی۔ اور کی جا رہی ہے مگر باوجود اس کے جماعت احمدیہ بڑھتی گئی۔ بڑھتی جا رہی ہے۔ اور بڑھتی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تکبیر) میں اپنے الفاظ میں نہیں کہتا۔ کہ اسے

کبر اور تکبر

سمجھا جائے۔ میں خدا تعالیٰ کے ہی الفاظ دوہراتا ہوں۔ کہ ان کا بیان کرنا کبر نہیں۔ بلکہ ان کا چھپانا منافقت ہے۔ کہ میں وثوق اور یقین کے ساتھ۔ اس سے بھی زیادہ وثوق اور یقین کے ساتھ جو مجھے اس بات پر ہے۔ کہ میں انسان ہوں۔ کہتا ہوں۔ اور ان تک پہنچاتا ہوں۔ جنہوں نے

جماعت احمدیہ کو مٹانے کا بیڑا

اٹھایا ہے۔ کہ وہ اور ان کی اولادیں۔ پھر ان کی اولادیں۔ ان کے تمام دوست۔ ان کے تمام جتھے۔ اور وہ تمام طاقتیں جو شیطان سے مؤید ہیں۔ اور وہ تمام حکومتیں جو دنیا میں قائم ہیں۔ سب کی سب مل کر بھی اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مٹانے میں کامیاب ہو جائیں تو یہ سلسلہ جھوٹا ہو گا۔ مگر میں بتا چکا ہوں۔ شیطان اپنے سارے

لاؤ لشکر سمیت

حملہ کر کے دیکھ لے گا۔ یہ سلسلہ بڑھے گا۔ بڑھے گا۔ اور ضرور بڑھے گا۔ یہاں تک کہ وہ جو مٹانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ خود مٹ جائیں گے۔ اور دنیا دیکھ لے گی۔ کہ

دنیا کی ہر بستی

قادیان کی مظہر بن جائے گی۔ یعنی دنیا کی ہر بستی میں احمدیوں کی حکومت ہو گی۔ اور دوسروں کے مقابلہ میں ان کی تعداد زیادہ ہو گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ خدا نے مجھے بتایا ہے۔ کہ یہ جماعت بڑھتی جائے گی۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو جماعت سے الگ رہیں گے۔ ان کی وہی حالت ہو جائیگی جو ساہنسیوں وغیرہ کی آجکل ہے خدا تعالیٰ کا یہ فرمودہ پورا ہو کر رہیگا۔ احمدیت کو مٹانے والے اپنا پورا زور لگا لیں۔ بے شک ہم کمزور ہیں۔ ہم قلیل التعداد ہیں۔ ہم بے سرو سامان ہیں۔ مگر یہ ہونے والی ہے۔ جسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور یہ ہو کر رہے گی۔ کیونکہ

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

پس اے دوستو ہمارا کام صرف اتنا ہی ہے۔ جیسے چلتی گاڑی کو ہاتھ لگا کر یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ ہم اس گاڑی کو چلا رہے ہیں۔ حالانکہ گاڑی انجن چلا رہا ہوتا ہے۔

ہماری گاڑی کا انجن

ڈرائیور اور گارڈ خدا ہے۔ یہ گاڑی اسی کی طاقت سے چلی۔ اسی کی حفاظت میں چل رہی ہے۔ اور اسی کے چلانے سے چل سکتی ہے۔ اور جس گاڑی کا انجن۔ گارڈ اور ڈرائیور خدا ہو۔ اس کے لئے کونسا خطرہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے لئے تو

مفت کا اجر

ہے۔ کہ ہمارے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ دین کی خدمت کر رہے ہیں حالانکہ ہم کچھ نہیں کرتے۔ سب کچھ خدا تعالیٰ ہی کر رہا ہے۔ اسی نے کرنا ہے۔ اور وہی کرے گا۔

ہماری حالت

تو وہی ہے۔ کہ کسی نے کہا ہے ؎

ہم بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گئے

غرض ہماری لہو لگانے والی بات ہے۔ مگر افسوس ہو گا۔ اگر لہو لگانے میں بھی ہم میں سے کوئی کمزوری دکھائے تلوار چلانا اور اپنا خون پیش کرنا تو بڑی بات ہے۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جو تھوڑی بہت

قربانی کا موقع

انہیں مل رہا ہے۔ اس سے انہیں اخلاص محبت۔ جرأت اور استقلال سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ تاکہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل نازل ہوں۔ اس کی خاص برکتیں حاصل ہوں۔ اور ہم ترقی کے اس مقام پر پہنچ سکیں جس پر پہنچنا ہمارے لئے ضروری ہے ۔

اس کے بعد ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ

دعائیہ الفاظ

لکھ کر دیئے ہیں۔ جو آپ نے جلسہ پر آنے والوں کے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔ میں وہ سناتا ہوں۔ اور پھر خود بھی دعا کروں گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"ہر ایک صاحب جو اس للہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔

خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو ۔ اور ان کو اجر عظیم بخشے ۔ اور ان پر رحم کرے ۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے ۔ اور ان کے ہم و غم دور فرما دے ۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے ۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے ۔ اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو ۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر ۔ اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما ۔ کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھی کو ہے ۔" آمین ثم آمین ۔ (تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱)

یہ اس

جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے دعا

ہے ۔ میں بھی اسی اصل پر اس جلسہ کا افتتاح کروں گا ۔ باقی اصل افتتاح تو اللہ تعالیٰ نے ہی کیا ہوا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء ۔ یعنی تیری مدد وہ کریں گے جن کو الہام ہوگا ۔ پس جو بھی یہاں آتا اور جلسہ میں شامل ہوتا ہے ۔ وہ وحی پاتا ہے ۔ گو اس کے کانوں نے وحی کی آواز کو نہ سنا ۔ مگر اس کے دل نے سنا ۔ اور وہ

خدا تعالیٰ کی وحی کا مورد

ہوا ۔ پس میں دعا کرتا ہوں ۔ کہ جلسہ میں شامل ہونے والے احباب پر خدا تعالیٰ خاص برکات نازل کرے ۔ ان کے نیک ارادے پورے کرے ۔ اور ان کے اس اخلاص اور اس خدمت

یہاں آئے ہیں ۔ وہ

کو قبول کرکے انہیں دین کے لئے

اور زیادہ قربانیوں کی توفیق

عطا کرے ۔ پھر ان پس ماندگان کا جن کے دل جلسہ میں شامل ہونے والوں کے ساتھ ہیں ۔ ناصر اور مددگار ہو ۔ ان پر بھی اپنی برکات نازل کرے ۔ پھر یہ بھی دعا کرتا ہوں ۔ کہ جو لوگ

بہتر سے بہتر فوائد

اور برکات حاصل کریں ۔ اور جب اپنے گھروں میں واپس جائیں تو ان برکات کو وہاں بھی پھیلائیں ۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ سارے سال کو ہی ان کے لئے جلسہ بنا دے ۔ تاکہ ان کا کوئی دن ایسا نہ ہو ۔ جو کہ خدا کے لئے جمع ہونے اور دین کی خدمت میں صرف ہونے والا نہ ہو ۔ بلکہ ہر روز احباب خدا کے فضلوں اور برکتوں کے وارث ہوتے رہیں ۔

بعض دوستوں نے تاریں دی ہیں ۔ کہ وہ جلسہ میں شامل نہیں ہو سکے ۔ ان کے لئے دعا کی جائے ۔ ان کو میں بھی دعاؤں میں یاد رکھوں گا ۔

اس کے بعد حضور نے تمام مجمع سمیت لمبی دعا فرمائی اور پھر جلسہ گاہ سے تشریف لے گئے ۔ ؁

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا اظہار افسوس

بیرون قصبہ مہمانوں کے کھانے کا جو انتظام تھا ۔ ۲۷ دسمبر کی شام کو مہمانوں کی غیر معمولی کثرت کی وجہ سے وہ ناکام ثابت ہوا ۔ اور وقت پر سب مہمانوں کو کھانا نہ پہنچایا جا سکا ۔ اس کی اطلاع جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو پہنچی ۔ تو جہاں حضور نے کارکنوں کو انتہائی جدوجہد کرنے کی ہدایت فرمائی ۔ وہاں ۲۸ دسمبر جلسہ میں اپنی تقریر شروع کرنے سے قبل اس بارے میں غیر احمدی اصحاب سے اظہار افسوس کرتے ہوئے معذرت کی ۔ اور ہدایت فرمائی کہ آئندہ صدر انجمن احمدیہ جلسہ کے انتظامات میں اس قسم کے کام کی [illegible] پہلے سے [illegible] ۔ تاکہ مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو ۔

تحریک جدید میں حصہ لینے والے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

مجھے معلوم ہوا ہے ۔ کہ تحریک جدید کے چندوں کو بہت سے دوستوں نے سمجھا نہیں ۔

(۱) بعض خیال کرتے ہیں ۔ کہ مالدار سے مراد وہ ہے ۔ جس نے روپیہ جمع رکھا ہوا ہو ۔ ایسا مالدار مسلمانوں میں شاذ ہوتا ہے ۔ جو شخص اس دھوکے میں ہے ۔ وہ اپنے رب کے پاس جائیگا اور اپنے کو بہت تہیدست پائیگا ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسے نعمت دی اور اس نے قدر نہ کی ۔

(۲) بعض خیال کرتے ہیں ۔ کہ جماعت کے کارکن تحریک کرینگے تو ہم حصہ لکھا دینگے یا دیدینگے ۔ انہیں یاد رہے ۔ کہ اگر ان کی جماعت کے کارکن سست ہیں یا خود حصہ نہ لینے کے سبب سے تحریک کو دبا رہے ہیں ۔ تو یہ جواب خدا تعالیٰ کے سامنے کافی نہ ہوگا ۔ ہر مومن خدا تعالیٰ کے سامنے خود ذمہ وار ہے ۔

(۳) جماعتوں کو عادت ہے کہ وہ اکٹھا چندہ بھجواتی ہیں ۔ اس لئے جو کارکن جماعت میں تحریک کرکے مشترکہ فہرستیں نہ بھجوا سکیں ۔ ان کا دیانتدارانہ فرض ہے ۔ کہ جماعت میں اعلان کر دیں کہ ہم نے یہ کام نہیں کرنا ۔ جس نے بھجوانا ہو ۔ براہ راست بھجوا دے ۔ ہم جماعت کی اکٹھی لسٹ نہیں بھجوانی چاہتے ۔

(۴) بعض آسودہ حال اسراف کی عادت کی وجہ سے بڑی قربانی نہیں کر سکتے ۔ اور وہ لوگوں کی شرم سے تھوڑا حصہ بھی نہیں لیتے ۔ یہ شرم انہیں اور بھی زیادہ نیکی سے محروم کر دے گی ۔

(۵) کوئی دوست اس چندہ کی تحریک کے لئے دوسرے پر اصرار نہ کریں ۔ ہاں جو کارکن یا کارکنوں کی سستی کی صورت میں غیر کارکن ثواب حاصل کرنا چاہتے ہوں ۔ وہ ہر اک سے پوچھ لیں کہ کیا وہ حصہ لینا چاہتا ہے ۔ یا نہیں ۔ اگر لینا چاہتا ہے ۔ تو کتنا جو خدا تعالیٰ کے نزدیک مجبور ہے ۔ اسے دق نہ کرو اور جو شیطان کے ہاتھوں مجبور ہے ۔ اسے اور زیادہ شرمندہ نہ کرو ۔ یاد رکھو ۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور ہو کر رہے گا ۔

قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

مرزا محمود احمد ؐ خلیفۃ المسیح

جلسہ سالانہ کے بابرکت ایام میں اپنی دعاؤں کو ہمیشہ اعلیٰ مقاصد پر مشتمل رکھو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۳۴ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

چونکہ

آج کا دن

ہمارے جلسہ کے ایام میں سے ایک دن ہے۔ اور اگر جلدی کارروائی شروع نہ کی جائے۔ تو دوسرے وقت کا پروگرام بہت کچھ ادھورا رہ جائے گا۔ اس لئے میں صرف دو چار منٹ کے خطبہ پر ہی اکتفا کرنی چاہتا ہوں ؎

یوں تو

خطبے کا طریق

ہی ابتدائے اسلام میں یہ ہوا کرتا تھا۔ کہ خطبہ آدھا وقت لیتا تھا۔ اور نماز اس سے دگنا وقت۔ مگر اس وقت کے لوگ اشاروں میں بات کو سمجھ جانے کے عادی تھے۔ مگر آج کل کے لوگ

تفصیلات کے عادی

ہو گئے ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید کی جن مختصر آیات سے اس وقت کے لوگ اپنے دلوں کو صاف کر لیا کرتے تھے۔ اب اُن پر کتابوں کی کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ تب کہیں لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس لئے موجودہ زمانہ کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے خطبے بھی لمبے ہو گئے ہیں ؎

آج کا دن اسلامی روایات کے مطابق

عید کا دن

ہے۔ بلکہ بعض ائمہ نے تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ جمعہ کا دن عیدین پر فضیلت رکھتا ہے۔ کیونکہ جمعہ کے دن کا قرآن مجید میں خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ عیدین کا اس رنگ میں قرآن مجید میں ذکر نہیں۔ ہاں

استنباط و استدلال

کیا جاتا ہے۔ مگر یہ ایک فرض مقرر کیا گیا ہے۔ اور جمعہ کی آذان سُن کر مسلمانوں کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ جس قدر جلد ہو سکے مسجد میں پہونچ جائیں۔ پس یہ ہماری عید اور ہمارے لئے نہایت ہی خوشی۔ اور مسرت کا دن ہے۔ پھر یہ

رمضان کا مہینہ

ہے۔ اور رمضان کے لحاظ سے یہ عید اور بھی زیادہ شاندار ہو جاتی ہے۔ گو یہ وہ جمعہ تو نہیں۔ جس کا نام لوگ

جمعۃ الوداع

رکھ کر اپنی ساری عمر کی نمازیں یا کم از کم ایک سال کی نمازیں خدا تعالےٰ سے بخشوانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ دن تو جاہلوں کا دن ہے۔ اور کوئی مومن جاہل نہیں ہوتا۔ کیونکہ کوئی مومن ایک سنٹ کے لئے بھی یہ تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ وہ عبادت جو

خدا تعالےٰ کی زیارت کے مترادف

ہے۔ اُسے سارا سال تو چھوڑے رکھے۔ مگر ایک دن بجا لا کر یہ سمجھ لے۔ کہ سالے سال کی نمازیں ادا ہو گئیں۔ اگر نماز ایک چٹی ہوتی۔ اگر نماز ایک سزا ہوتی۔ اور اگر نماز ایک جرمانہ ہوتا۔ تو ہم خیال کر لیتے۔ کہ جتنا کم سے کم جرمانہ ادا کر کے اور جتنی کم سے کم سزا بھگت کر ہم اس مصیبت سے بچ سکتے ہیں۔ اُتنا ہی کم جرمانہ ادا کرنا۔ اور اتنی ہی کم سزا بھگتنی چاہئے مگر جبکہ نماز

خدا تعالےٰ کا ایک فضل

اور انعام ہے۔ اور جبکہ نماز زیارت ہے اپنے محبوب خدا کی تو کیا کوئی ایسا انسان ہو سکتا ہے۔ کہ اُسے اس کا محبوب بلائے۔ مگر وہ نہ جائے۔ اور کہے۔ کہ میں کسی خاص دن جا کر اس

محبوب کا گلہ

دُور کر دُونگا۔ اور وہ پھر بھی اس کا محبوب ہی رہے۔ محبوب کی طرف سے تو اگر ایک اشارہ بھی ہو جائے۔ تو

عاشق صادق

اس کی تعمیل کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کجا یہ کہ محبوب اسے آواز بلائے۔ اور یہ گھر میں بیٹھا رہے ؎

گو مثال تو ایک پاگل کی ہے۔ پھر ایسے پاگل کی۔ جو اب فوت ہو چکا۔ اور گو وہ ایک ایسے پاگل کی مثال ہے۔ جو میرا استاد بھی تھا۔ مگر بہر حال اس سے عشق کی حالت نہایت واضح ہو جاتی ہے۔ ایک میرے اُستاد تھے۔ جو سکول میں پڑھایا کرتے۔ بعد میں وہ نبوت کے مدعی بن گئے۔ ان کا نام

مولوی یار محمد صاحب

تھا۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسی محبت تھی۔ کہ اس کے نتیجہ میں ہی ان پر جنون کا رنگ غالب آگیا۔ ممکن ہے۔ پہلے بھی ان کے دماغ میں کوئی نقص ہو۔ مگر ہم نے تو یہی دیکھا۔ کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت

بڑھتے بڑھتے انہیں جنون ہو گیا۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر پیشگوئی کو اپنی طرف منسوب کرنے لگے۔ پھر یہ ان کا جنون یہاں تک بڑھ گیا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قریب ہونے کی خواہش میں بعض دفعہ ایسی حرکات بھی کر بیٹھتے۔ جو ناجائز اور نادرست ہوتیں۔ مثلاً وہ نمازیں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرنے کی کوشش کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کی اس حالت کو دیکھکر بعض آدمی مقرر کئے ہوئے تھے۔ تاکہ جن ایام میں انہیں دورہ ہو۔ وہ خیال رکھیں کہ کہیں وہ آپ کے پیچھے آکر نہ بیٹھ جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت

تھی۔ کہ جب آپ گفتگو فرماتے۔ یا لیکچر دیتے تو اپنے ہاتھ کو رانوں کی طرف اس طرح لاتے جس طرح کوئی آہستہ سے ہاتھ مارتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اس طرح ہاتھ ہلاتے۔ تو مولوی یار محمد صاحب

محبت کے جوش میں

فوراً کود کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچ جاتے۔ اور جب کسی نے پوچھا کہ مولوی صاحب یہ کیا۔ تو وہ کہتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اشارہ سے بلایا تھا۔ تو جہاں محبت ہوتی ہے وہاں یونہی اشارے بنا لئے جاتے ہیں۔ کجا یہ کہ اللہ تعالےٰ روزانہ بلائے۔ اور یہ کہے کہ ہم جمعۃ الوداع کے دن

قضاءِ عمری

پڑھ لیں گے۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کی زیارت حاصل ہو جائے گی پس یہ گو جمعۃ الوداع تو نہیں۔ مگر مسلمان کا ہر جمعہ اپنے ساتھ برکات رکھتا ہے۔ پھر نہ صرف یہ جمعہ کا دن ہے۔ بلکہ رمضان کے مہینہ میں جمعہ کا دن ہے۔ اور نہ صرف رمضان کے مہینے میں جمعہ کا دن ہے۔ بلکہ ان

برکتوں اور فضلوں والے ایام

میں جمعہ کا دن ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے الہاموں کی بناء پر قائم کیا۔ اور جس کے متعلق آپ فرماتے ہیں ؎

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

غرض وہ جلسے کے دن جن کے متعلق خاص طور پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے

برکات کا وعدہ

کیا گیا ہے۔ پھر قادیان کا مقام جسے

ارضِ حرم سے تشبیہ

دی گئی ہے۔ اور جمعہ کا دن جو خاص فضلوں کے نزول کا دن ہوتا ہے۔ آج ہمیں میسر ہے۔ پس ہمارے لئے یہ نہایت ہی بابرکت موقع ہے۔ اور ان برکات سے فائدہ اٹھانے کا طریق یہ ہے۔ کہ ہم اپنے دلوں میں

انابت اور تضرع

پیدا کریں۔ اور اعلےٰ مقاصد اپنے دل میں پیدا کر کے اللہ تعالیٰ سے ان کے حصول کے لئے دعائیں کریں۔ بہت لوگ دعائیں تو اللہ تعالےٰ سے قبول کرا لیتے ہیں۔ مگر وہ اتنی چھوٹی اور اتنی معمولی اور حقیر باتوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ کہ انہیں سنکر حیرت آتی ہے۔ وہ معمولی معمولی باتوں کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور روتے گڑگڑاتے اور

عجز و انکسار کا اظہار

کرتے ہیں۔ اور ان کی مثال بالکل وہی ہوتی ہے۔ جیسے کوئی بادشاہ کی ملاقات کو جائے۔ مگر اپنا سارا وقت اس کے پاخانے غسلخانے اور باورچی خانے کے دیکھنے میں صرف کر دے۔ اور بادشاہ سے ملاقات اور اس سے

گفتگو کا وقت

انہی حقیر باتوں میں ضائع کر کے واپس آ جائے۔ پس دعاؤں میں بہت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور گو جیسا کہ حضرت مسیح کہتے ہیں۔ اپنی

جوتی کا تسمہ

بھی خدا سے مانگ ہمیں اپنی معمولی معمولی ضرورتیں بھی خدا تعالےٰ کے آگے پیش کرنی چاہئیں۔ مگر یہ مستقل مانگنا نہ ہو۔ بلکہ مستقل دعا مومن کی اسی

مقصدِ عظیم

کے لئے ہونی چاہیئے۔ جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ اور جس کو بیان کرتے ہوئے اس نے کہا ہے۔ کہ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون انسانی پیدائش کا مقصد یہ ہے۔ کہ انسان

اللہ تعالےٰ کا کامل عبد

ہو جائے۔ پس زیادہ دعائیں اسی کے لئے ہونی چاہئیں۔ تاکہ خدا ہمیں اپنا بنا لے۔ اور ہم اس کے حقیقی بندے بن جائیں۔ اور جب کوئی خدا کا ہو جائے۔ تو اسے اور کسی چیز کی کیا ضرورت رہ سکتی ہے ہم نے تو زمینداروں کو دیکھا ہے۔ وہ ڈپٹی کمشنر سے اتنا نہیں ڈرتے۔ جتنا سپاہی سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ ان پر تصرف انہی معمولی افسروں کا ہے۔ پس اصل بات تو وہی ہے۔ کہ ؎

جے توں اس دا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

جب خدا تعالےٰ کا انسان ہو جاتا ہے۔ تو باقی دنیا بھی اس کی ہو جاتی ہے۔ پس مومن کا

اصل مقصد

یہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہو جائے۔ اور خدا اس کا۔ جب خدا تعالیٰ انسان کا ہو جاتا ہے۔ تو اس کی باقی ضروریات خود بخود پوری ہو جاتی ہیں جیسے کہا جاتا ہے۔ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ پس چھوٹی اور معمولی چیزوں کے لئے دعائیں کرنے سے میں منع نہیں کرتا۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ

بڑی برکتوں والے ایام

کو معمولی اور حقیر دعائیں مانگ کر کوئی نادان ہی ضائع کر سکتا ہے میں نے جب حج کیا ہے۔ تو حج کے موقع پر بعض احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ جب پہلی دفعہ

خانہ کعبہ

نظر آئے۔ تو اس وقت انسان جو دعا کرے۔ وہ قبول ہو جاتی ہے میں جب حج کے لئے روانہ ہوا۔ تو

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

نے مجھے یہ بات بتائی۔ اور فرمایا اس کا خیال رکھنا جب میں وہاں پہنچا۔ اور میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا۔ تو میں نے یہی دعا کی۔ کہ الٰہی میری دعا تو یہ ہے کہ مجھے تو مل جائے۔ اور جب بھی میں تجھ سے دعا کروں تو اسے قبول فرما لیا کر مجھے جہاں تک خیال پڑتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی ایسی ہی دعا کی تھی۔ تو اہم موقعوں کو معمولی دعاؤں میں ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہمیشہ

اعلےٰ سے اعلیٰ مقاصد

اپنے دل میں رکھ کر ان کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ تاکہ خدا تعالےٰ کے خاص فضل ان پر نازل ہوں۔ اور نہ صرف ان پر بلکہ ان کی اولادوں پر بھی نازل ہوں ؛

تحریکِ جدید کی تشریح

رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

۱۔ دوست اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ چندہ کی نئی تحریکیں جن کی میزان ساڑھے ستائیس ہزار بنتی ہے۔ اور جنکا مطالبہ گزشتہ خطبات میں جماعت سے کیا گیا ہے۔ وہ صرف پہلے سال کے لئے ہیں ؛

۲۔ یہ تحریکات نئے سرے سے تین سال تک پہلا سال ختم ہونے پر دوبارہ شائع ہوتی رہیں گی۔ صرف فرق یہ ہو گا۔ کہ آئندہ دو سالوں میں ساڑھے بائیس ہزار سالانہ کی تحریک کی جائے گی ؛

۳۔ جنہوں نے اس سال چندہ دیا ہے۔ یا اسکا وعدہ کیا ہے۔ وہ مجبور نہیں ہونگے کہ آئندہ سالوں کی تحریکات میں ضرور حصہ لیں۔ یا اتنا ہی حصہ لیں۔ جتنا اس سال لیا ہے۔ بلکہ یہ ان کے اخلاص اور ان کی اس وقت کی مالی حالت پر منحصر ہو گا ؛

۴۔ بہرحال اسوقت جو دوست چندہ لکھوا رہے ہیں۔ یا لکھوائیں گے۔ وہ اسی سال کا چندہ ہو گا۔ نہ کہ تینوں سالوں کا۔ اس لئے جو دوست قسط وار چندہ کی رقم پوری کرنا چاہیں۔ ان کی قسطیں پہلے بارہ ماہ کے اندر ختم ہو جانی چاہئیں۔ اور جو ایجنٹ دیں۔ وہ سمجھ لیں۔ کہ انہوں نے پہلے سال کی تحریک کا چندہ دیا ہے۔ نہ کہ تین سالوں کا ؛

میرزا محمود احمد۔ خلیفۃ المسیح

مولوی ظفر علی کی اسلام سے بدترین دشمنی اور عیسائیت کی کھلم کھلا حمائت

احمدیت کے مخالفین ٹھنڈے دل سے غور کریں

گزشتہ پرچہ میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ مولوی ظفر علی اور ان کے اخبار "زمیندار" نے جماعت احمدیہ کے خلاف جو فتنہ شروع کر رکھا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں عیسائیوں کی ہمدردی اور امداد حاصل کرنے کے لئے جو طریق عمل اختیار کیا ہوا ہے مگر اس سے عیسائیوں کو اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کو برتر ظاہر کرنے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر کرنے۔ اور صحابہ کرام اور تمام بزرگان اسلام کی ہتک کرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔ اور وہ نہایت زور کے ساتھ ایسا کر رہے ہیں:۔

عیسائیوں کی تائید پر شرمناک فخر

اس پر چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ مولوی ظفر علی۔ اور ان کے معاون یا تو اپنے اس شرمناک اور قابل مذمت رویہ پر شرم و ندامت محسوس کرتے۔ یا پھر مسلمان کہلانے کی بجائے کھلم کھلا عیسائیت کی گود میں چلے جاتے۔ اور بپتسمہ لے کر یسوع مسیح کی بھیڑوں میں شریک ہو جاتے۔ لیکن بجائے اس کے وہ مسلمان کہلاتے ہوئے اور آٹھ کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کا دم بھرتے ہوئے اس بات پر فخر کر رہے ہیں۔ کہ عیسائی ان کی جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ و شرارت کو بنظر پسندیدگی دیکھ رہے ہیں۔ اور ان کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ حالانکہ وہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ عیسائی محض اس لئے ان کی حمائت کر رہے ہیں کہ ان کے طریق عمل سے اسلام کی جڑیں کٹ رہی۔ اور وہ اسلام کو عیسائیت کے مقابلہ میں سرنگوں کر رہے ہیں:۔

اس امر کے ثبوت میں عیسائیوں کے نمائندے پادری احمد مسیح کی اس تحریر کے جس کا ایک حصہ "زمیندار" بڑے فخر کے ساتھ شائع کر چکا ہے۔ چند اور اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

عیسائیوں کے خداوند کی بڑائی اور ظفر علی

پادری صاحب یہ بیان کرتے ہوئے۔ کہ "زمیندار نے جو قادیانی تحریک کی تردید کی ہے۔ وہ ہم مسیحیان ہند کے لئے باعث صد سرور و بہجت ہے" لکھتے ہیں:۔

"زمیندار اور اس کے ہم نواؤں نے مرزا جی اور قادیانیوں کے بالمقابل وہ کام کیا۔ اور کر رہے ہیں۔ جو قابل ستائش ہے اور خداوند کے نام کی بڑائی ہو۔ جس نے مسلمانوں میں سے اپنے کام کے لئے کام کرنے والے کو چن لیا"

ان الفاظ کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت نے عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سید ولد آدم ثابت کرنے کے لئے اور الوہیت مسیح کو پاش پاش کرنے کے لئے جو کچھ کیا ہے۔ "زمیندار" اور اس کے ہمنواؤں کو عیسائیوں کے نزدیک ان کے خداوند نے اس کی مخالفت کرنے کے لئے مسلمانوں میں سے ہی چن لیا ہے۔ گویا "زمیندار" اور اس کے ہمنوا چونکہ مسلمان کہلاتے ہوئے اسلام کے خلاف اور عیسائیت کی حمایت کرنے کے لئے اٹھے ہیں۔ اس لئے عیسائیوں کے نزدیک ان کا کام قابل ستائش ہے۔ اور اس سے چونکہ عیسائیوں کے خداوند کے نام کی بڑائی ثابت ہو رہی ہے۔ اس لئے عیسائی "زمیندار" کے رویہ پر خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے ہیں:۔

عیسائیت کی اسلام پر فضیلت ثابت کرنیکی کوشش

پادری احمد مسیح صاحب نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ "زمیندار" اور اس کے ہمنواؤں کے اپنے خداوند کے متعلق عقائد پیش کر کے اور یہ بتا کر کہ ان عقائد کو وہ اسلام اور بانی اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ ان کے "خداوند" کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فوقیت حاصل ہے۔ اور اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"وہ طاقت وہ ہستی جس نے حضرت موسیٰ کی امت کی اصلاح فرمانے کے لئے ظہور فرمایا جن کے لئے بنی اسرائیل کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ آجتک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی پیدا نہیں ہوا۔ اسی خداوند کو خدا باپ نے پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کی امت کی اصلاح و امداد کے لئے آسمان سے نازل کرنے کا بزبان پیغمبر اسلام بقول محمد یاں و کتب محمدیاں پیغام سنایا۔ اور پیغمبر اسلام کے اس پیغام پر محمدی حضرات صدق دل سے ایمان لا کر تا ایندم خداوند کی امداد اور آسمان سے نازل ہونے کے منتظر ہیں۔ پیغمبر اسلام نے ہمارے خداوند کو نہ صرف اصلاح کرنے اور امداد دینے والا ہی فرمایا۔ بلکہ ان کی مقدس ذات کو حکم اور عدل بھی اپنے ان اقوال میں کہا۔ جن کو حدیثیں کہتے ہیں۔ اور یوں خداوند کے مبارک کام کی محمدیوں میں منادی کی"

مسلمان کہلانے والوں کے خلاف اسلام عقائد

وہ عقائد جن کا پادری صاحب نے ان سطور میں ذکر کیا ہے۔ وہی ہیں۔ جو مسلمانوں میں نادانی اور جہالت کی وجہ سے رائج ہو گئے۔ اور جو ایک طرف تو اسلام کی بیخ کنی کرنے والے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کو بٹہ لگانے والے اور امت مسلمہ کی تحقیر کرنے والے ہیں۔ اور دوسری طرف عیسائیت کی حمائت کرنے والے۔ حضرت مسیح کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر رتبہ دینے والے اور آپ کی امت کو ان کی اصلاح کی محتاج ٹھہرانے والے ہیں۔ مولوی ظفر علی اور ان کے ہمنوا مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح جو بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ اور جن کو عیسائی الوہیت کا درجہ دیتے۔ اور خداوند کہتے ہیں۔ انہیں خدا تعالےٰ نے اس وقت تک آسمان پر اس لئے زندہ بٹھا رکھا ہے۔ کہ جب مسلمان کلیۃً گمراہ ہو جائیں گے۔ تو آسمان سے نازل ہو کر ان کی اصلاح کریں گے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ عقیدہ رکھنے والے جب اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو خدا تعالیٰ نے وفات دیدی۔ مگر حضرت مسیح کو جو آپ سے چھ سو سال قبل آئے تھے آج تک اس لئے آسمان پر زندہ رکھا ہوا ہے۔ کہ ان کے ذریعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح کرائی جائے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے لئے ان کو حکم و عدل بنا کر بھیجا جائے۔ تو عیسائیوں کو یہ کہنے کا حق دے دیتے ہیں۔ کہ جب "حضرت محمد پیغمبر اسلام" کو خدا نے وفات دے دی۔ اور ہمارے خداوند کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ تو صاف ثابت ہو گیا۔ کہ ہمارے خداوند کی شان "حضرت محمد پیغمبر اسلام" سے برتر و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ اسی چیز کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ جو اعلےٰ اور برتر ہو۔ اور حضرت مسیح کو زندہ آسمان پر ماننے والوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا جواب اسی صورت میں دیا جا سکتا ہے جب یہ مانا جائے۔ کہ حضرت مسیح کو زندہ آسمان پر نہیں اٹھایا گیا۔ بلکہ دوسرے انبیاء کی طرح انہیں بھی وفات دیدی گئی ہے۔ پھر جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ حضرت مسیح کو آسمان سے نازل کرے گا۔ تو عیسائیوں کو یہ کہنے کا حق دے دیا جاتا ہے۔ کہ "اسلام خداوند مسیح تو کیا ان کے حواریوں جیسے اوصاف والی مقدس ہستیاں بھی پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا"۔ اور حضرت مسیح کے آسمان سے نازل ہونے کا

انتظار کرنے والے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کیونکہ اس کا جواب سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ حضرت مسیح کے آسمان سے نازل ہونے کا خیال ہی بالکل غلط ہے۔ قرآن سے ان کا وفات پانا صاف طور پر ثابت ہے۔ اور خود انجیل ان کی وفات کی مصدق ہے۔ پس وہ نہ آسمان پر گئے اور نہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آسمان سے نازل ہونگے بلکہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے امت میں سے ہی ایک مصلح اعظم آنے والا تھا۔ جسے اسلام کی تعلیم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے مسیح کا نام بخشا گیا۔ اور جس طرح مثیل موسٰے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تمام شان میں موسٰے سے بڑھ کر ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں آنے والا مسیح بھی حضرت موسٰے علیہ السلام کی امت میں آنے والے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔

مولوی ظفر علی کی عقل پر پتھر

لیکن مولوی ظفر علی اور ان کے ہمنواؤں کی عقل وسمجھ پر چونکہ پتھر پڑ چکے ہیں۔ اس لئے ایک طرف تو وہ اپنے ان بالکل غلط اور اسلام کو سخت نقصان پہونچانے والے عقائد پر جمے ہوئے ہیں۔ جن سے عیسائیت کی اسلام پر فوقیت ثابت ہوتی ہے۔ اور جن سے حضرت مسیح کی الوہیت ظاہر ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس لئے مخالفت کر رہے ہیں۔ کہ آپ نے بنی اسرائیل کے مسیح کے متعلق یہ کیوں ثابت کر دیا۔ کہ وہ آسمان پر نہیں گئے۔ بلکہ فوت ہو چکے ہیں۔ اور اس طرح ان کی طرف الوہیت منسوب کرنے والوں کی بطالت ظاہر کر دی۔ پھر اس لئے مخالفت کی جا رہی ہے۔ کہ آپ نے یہ کیوں کہا۔ کہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے وہ مسیح نہیں آئے گا۔ جو انیس سو سال گزرے بنی اسرائیل میں آیا تھا۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اور اسلام کی تعلیم کی برکت سے اسلام میں ہی پیدا ہوگا۔ اور پہلے مسیح سے برتر ہوگا۔ تا کہ ثابت ہو۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ شان ہے۔ جو اور کسی کی نہیں۔ اور اسلام میں وہ طاقت ہے۔ جو اور کسی مذہب کو حاصل نہیں۔

مولوی ظفر علی کی اسلام دشمنی

مولوی ظفر علی اور ان کے ہم خیال لوگوں کا طریق عمل عیسائیوں کے لئے فی الواقعہ بڑی خوشی اور مسرت کا موجب ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت ہی خطرناک ہتک ہوتی ہے۔ اور عیسائیت کی برتری اور حضرت مسیح کی الوہیت ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اسلام کی ایسی شدید ہتک کرانے والوں پر لعنت بھیجے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کاش مسلمان کہلانے والے وہ لوگ جو بغیر سوچے سمجھے اور اندھا دھند مولوی ظفر علی وغیرہ کی احمدیت کے خلاف بیہودہ سرائیوں اور فتنہ پردازیوں کو خاموشی سے دیکھ رہے ہیں محسوس کریں۔ کہ مولوی ظفر علی اور ان کے ہمنوا اسلام کے کتنے بڑے دشمن ثابت ہو رہے ہیں۔ اور عیسائیوں کے ہاتھوں اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام بزرگان اسلام کی کتنی شدید ہتک کرا رہے ہیں۔

مسلمانوں کے عیسائیت کی تائید کرنیوالے عقائد

پادری احمد مسیح صاحب نے ایک اور رنگ میں بھی حضرت مسیح کے متعلق مولوی ظفر علی اور ان کے ہمنواؤں کے عقائد پیش کر کے اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

کس کس رقم سے تحریک جدید میں شمولیت کیجا سکتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے قلم سے

۱۔ چار تحریکات ہیں۔ دو کے لئے سو سو اور دو کے لئے پچاس پچاس کی رقم آسودہ حال لوگوں کے لئے مقرر ہے۔ پس جو شخص کم سے کم حصہ پوری مقدار پر لینا چاہے۔ یا لے سکتا ہو۔ اسے تین سو روپیہ یا اس سے زائد پہلے سال کی تحریک میں چندہ دینا چاہیئے۔

۲۔ جو شخص اس قدر توفیق نہ رکھتا ہو وہ سو روپیہ کسی ایک مد میں چندہ دے کر باقی مدات میں تھوڑی تھوڑی رقوم دے کر ساری تحریکات کے ثواب میں حصہ لے سکتا ہے۔

۳۔ تیسرے درجہ پر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ سو روپیہ سب تحریکات میں دیدے۔

۴۔ جو لوگ آسودہ حال نہیں۔ یا جن کی موجودہ حالت اچھی نہیں۔ وہ سو سے کم بھی چندہ دے سکتے ہیں۔ یہ لوگ اگر پورا حصہ لینا چاہیں۔ تو یوں لے سکتے ہیں۔ کہ دس دس کی دونوں تحریکات میں بیس بیس۔ اور پانچ پانچ کی دونوں تحریکوں میں دس دس کی رقوم ادا کر دیں۔ یہ ساٹھ روپیہ ہوا۔ اس سے کم توفیق والے دوست ہر تحریک میں دس دس اور پانچ پانچ دیکر تیس روپیہ کی رقم سے اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔

۵۔ جو لوگ سب تحریکوں کے ادنیٰ درجہ میں بھی شامل نہ ہو سکیں۔ وہ تین یا دو یا ایک میں بھی حصہ لے سکتے ہیں۔ یعنے خواہ دونوں دس دس اور دونوں پانچ پانچ والیوں میں سے کوئی سی تین یا دو۔ یا ایک چن کر اس میں شامل ہو جائیں۔

۶۔ قادیان کے غرباء اس طرح بھی کر رہے ہیں۔ کہ اگر اکٹھے دس یا پانچ نہیں دے سکتے۔ تو دس دس پانچ پانچ ملکر ایک روپیہ ماہوار یا آٹھ آنہ ماہوار ڈالکر ہر ماہ میں قرعہ ڈال لیتے ہیں۔ اور اسکی رقم قرعہ والے کے نام سے جمع کرا دیتے ہیں لیکن ان لوگوں کے لئے بھی اسوقت نام اور رقم لکھوانا ضروری ہے

مرزا محمود احمد۔ خلیفۃ المسیح

مسلمانوں کا یہ عقیدہ بھی لائق صد ستائش ہے کہ وہ ہمارے خداوند کے لئے چشم زخم کے قائل نہیں۔ اور صحیح و سالم مع جسد عنصری آسمان پر جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ گو حضرت نوح کے زدوکوب کئے جانے۔ حضرت زکریا کے آرے سے چیرے جانے حضرت ایوب کے کیڑے پڑ جانے۔ حضرت آدم کے بہشت سے نکالے جانے اور حضرت محمد پیغمبر اسلام کے چشم زخم پہنچنے دانت شہید ہونے کے مقر ہیں۔ گو ہم مسیحی خداوند کے اصلی مشن کی بنا پر ان کے کفارے کے صحیح ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ مگر خداوند کی اصلی مشن سے یہ حضرات چونکہ بے خبر ہیں۔ اس لئے کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہونے کے باعث ان کا چشم زخم پہنچنے سے محفوظ رہنا تسلیم کیا گیا۔ اور یہ وہ انس اور وقار ہے۔ جو منکران مرزاجی نے ان کے دعویٰ کے بعد خداوند کے لئے پیش کیا۔ چنانچہ ان کی تحریر دلیل اور طرز عمل سے ظاہر ہے۔ گو اس اعتقاد و انس کے باوجود خداوند کے مبارک سایہ میں آنے کی انہوں جرات نہیں کی حالانکہ ان کے اور ہمارے عقائد کے لحاظ سے وہ وقت آنے والا ہے۔ کہ خداوند آسمان سے نازل ہو۔ عدالت کی کرسی پر بیٹھے۔ حکم عدل بننے کا کام کر کے دکھائے۔ یا بقول و اعتقاد مسلمانان دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کی معاونت کا اصلی ثبوت دے۔ اور یوں اپنی طاقت بیکراں کو منوائے جس کو اسلام کا کوئی فرد کوئی نبی و رسول حتیٰ کہ خود پیغمبر اسلام بھی نہ کر سکے۔ یہ بات قابل تسلیم ہے۔ کہ جب اسلام خداوند جیسی ہستی موجود کرنے سے اب تک عاجز و لاچار رہا ہے۔ تو اب مرزاجی کیونکر خداوند کا نام پانے کے قابل ہو گئے۔ اور وہ بھی محض اسلام کی اتباع سے“

عیسائیوں سے مولوی ظفر علی کی ہم آہنگی

ان سطور کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے۔ کہ پادری صاحب مولوی ظفر علی اور ان کے ہمنواؤں کو ان کے عقیدہ کے رو سے حضرت مسیح کی الوہیت اور تمام انبیا حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے برتر ہونے کے متعلق اپنا ہم آہنگ ثابت کر رہے ہیں۔ اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ ہم آہنگی ثابت نہیں۔ مولوی ظفر علی وغیرہ تمام انبیا حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی چشم زخم پہنچنے کے قائل ہیں لیکن حضرت مسیح کا چشم زخم سے محفوظ رہنا تسلیم کرتے ہیں۔ یہ عیسائیوں کے ساتھ الوہیت مسیح کے عقیدہ میں ہم آہنگی نہیں تو اور کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تمام انبیا سے بڑھ کر ماننا مگر آپ کو چشم زخم پہنچنے کا اقرار کرنے اور حضرت مسیح کو اس سے محفوظ قرار دینے کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح کی شان رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بڑھ کر ہے۔

اور انہیں انبیاء کے زمرہ سے نکال کر الوہیت کے مقام پر بٹھایا جاتا ہے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فیوض اور برکات کو ختم سمجھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت مسیح آسمان سے نازل ہو کر اسلام کی معاونت کریں گے۔ اور اسے دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا کر یوں اپنی طاقت بیکراں منوائے گا جس کو اسلام کا کوئی فرد کوئی نبی کوئی رسول حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی نہ کر سکے۔ حضرت مسیح کو عیسائیوں کا ہمنوا ہو کر الوہیت کا درجہ دینا نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

عیسائیت کے رد کی ایک ہی صورت

اس کا رد اسی طرح اور صرف اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ اسلام حضرت مسیح جیسی ہستی جسے عیسائی خداوند کہتے ہیں۔ موجود کرنے سے قاصر نہیں۔ بلکہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی بات کا ثبوت پیش کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ آپ مسیح کا نام پانے کے قابل ہو گئے۔ اور یہ قابلیت ان میں اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اتباع کرنے سے پیدا ہوئی۔ جو لوگ اپنی کور باطنی اور اسلام دشمنی کی وجہ سے یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان کے لئے حضرت مسیح کی الوہیت کا اقرار کرنے اور اس بارے میں عیسائیوں کا ہمنوا بننے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اور ناممکن ہے۔ کہ عیسائیوں کے سامنے سر اٹھا سکیں۔ اگر کوئی صورت ہے تو اسے ذرا پیش تو کریں۔ اور بتائیں۔ کہ حضرت مسیح کے متعلق عیسائیوں کے عقائد کے سے عقائد رکھ کر وہ کیونکر الوہیت مسیح کا انکار کر سکتے۔ کسطرح اسلام کو عیسائیت کے مقابلہ میں افضل ثابت کر سکتے۔ اور کس طریق سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت مسیح پر فضیلت ظاہر کر سکتے ہیں؟

حضرت مسیح موعود کی مخالفت اسلام کی مخالفت ہے

آج وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں اندھے ہو کر جو چاہیں کہیں۔ مگر یاد رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت اسلام کی مخالفت۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مخالفت ہے۔ اور عیسائیت کی تائید اور حضرت مسیح کی الوہیت کی تصدیق ہے۔ یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ خود عیسائی بھی کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ پادری احمد مسیح صاحب لکھتے ہیں۔

”مرزائیوں و قادیانیوں کی دل کھول کر تردید کرنا ”زمیندار“ اور اس کے ہمنواؤں کا نہایت اچھا کام ہے ہم ”زمیندار“ اور اس کے معاونین کی اس کام میں قدر کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا ایک ایسے دعویدار کے دعویٰ کی تردید کرنا جو خداوند کا نام پانے کا مدعی ہو۔ ہر آئینہ خداوند کی تائید کرنا اور خداوند کے جلال کی قدر کرنا ہے۔ گو یہ قدر ہم مسیحی حضرات جیسی نہیں۔ حالانکہ اتنے انس و وقار کا تقاضا یہی ہے۔ کہ خداوند کے سایہ اور معیت کو قبول کیا جائے“

مطلب بالکل صاف اور واضح ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی تردید کرنا عیسائیوں کے خداوند کی تائید کرنا اور ان کے خداوند کے جلال کی قدر کرنا ہے۔ یعنی یسوع مسیح کو خدا قرار دینا اور ان کو الوہیت کے مقام پر سمجھنا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ سراسر اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تردید ہے۔ ہاں اتنی کسر ہے کہ ایسے لوگوں نے ابھی باقاعدہ بپتسمہ نہیں لیا۔ حالانکہ خداوند کے متعلق ان کے اتنے انس و وقار کا تقاضا یہی ہے کہ وہ خداوند کے سایہ اور معیت کو قبول کریں۔ یعنی مسلمان کہلانا چھوڑ کر عیسائی بن جائیں۔

مولوی ظفر علی اور انکے ہمنواؤں سے عیسائیوں کا مطالبہ

مولوی ظفر علی اور ان کے ہمنواؤں کا ”خداوند“ کے متعلق اتنا انس و وقار دیکھ کر احمد مسیح کے متعلق ان کے عقائد کو پیش کر کے پادری صاحب نے آخر میں کھلم کھلا انہیں کہہ دیا ہے۔ کہ

”محمدی حضرات محمد صاحب کی فضیلت کا بہت کچھ اظہار کرتے ہیں۔ لیکن ان کے آخری دنوں میں ان کی امت کا سچا مونس و غمگسار حقیقی ممد و معاون کون ہے۔ صرف وہی جو خداوند کا اکلوتا کلمۃ اللہ روح اللہ اور بقول پیغمبر اسلام حکم و عدل ہے۔ مبارک ہیں ایڈیٹر زمیندار اور ان کے معاون جو میرے خداوند کے بالمقابل کسی کو نہیں دیکھ سکتے اور دھڑلے سے اس کی تردید کر رہے ہیں۔ اگر وہ تھوڑی سی اور حرکت کریں۔ اور خداوند کے مبارک سایہ میں آجائیں۔ تو دین و دنیا میں سرخروئی نصیب ہو۔ یہ بات دل سے بھلانے کے قابل نہیں۔ کہ جو ان کے آخری دنوں میں حکم و عدل وغیرہ بن کر کام آنے والا ہے۔ وہ اب بھی اس طاقت کا مالک ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس راز پر نظر کریں۔ اور دلی غور سے سوچ کر حرکت کریں۔ تاکہ ان پر خداوند کا جلال ظاہر ہو“

فی الواقعہ جب مولوی ظفر علی اور ان کے معاون یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ اسلام کی برکت سے کوئی انسان وہ درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ جو حضرت مسیح ناصری کا تھا۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جو کام رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی نہیں کر سکے۔ یعنی یہ کہ تمام دنیا سے اپنی صداقت تسلیم کرالیں۔ اور روئے زمین پر کسی کو اپنا منکر نہ رہنے دیں۔

وہ اگر حضرت مسیح سر انجام دیں گے - اور ان کے آسمان سے نازل ہونے کے بعد کوئی ایک متنفس بھی ایسا باقی نہ رہیگا - جو ان پر ایمان نہ لائیگا - اور وہ خیال کرتے ہیں - کہ آخری دنوں میں امت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا مونس وغمگسار اور حقیقی محمد معاون ہی ہوگا - جسے عیسائی خدا کا اکلوتا او خود خدا قرار دیتے ہیں - انکے مقابلہ میں مولوی ظفر علی کو یہ گوارا نہیں - کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے مسیح کا درجہ حاصل کرنے والا مسلمانوں کی اصلاح کے لئے کھڑا ہو - تو پھر تھوڑی سی حرکت کر کے "خداوند کے سامنے" میں آجانے میں کیسا روک ہے جبکہ دنیا میں سرخ روئی نصیب ہونے کا سبز باغ بھی ان کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے - تو وہ کیوں یہ نقد بہ نقد سودا کر کے آئے دن کاسہ گدائی ہاتھ میں لے کر در بدر کی بھیک مانگنے سے نجات نہیں حاصل کر لیتے - اور کیوں حقیقت میں الوہیت مسیح کے متعلق عیسائیوں کے ہمنوا بن کر اور اپنی تحریر دل اور طرز عمل سے یہ ظاہر کر کے بظاہر نام کے مسلمان کہلاتے اور مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں -

مولوی ظفر علی کے ہمنوا غور کریں

مولوی ظفر علی اور ان کے ہمنوا عیسائیت کی گود میں جانے اور عیسائیوں کے عقائد میں ان کے ہمنوا بننے کے لئے اتنا رستہ طے کرنے کے بعد تھوڑی سی حرکت کریں - یا نہ کریں - جس کا مطالبہ عیسائی ان سے کر رہے ہیں اور دنیا میں سرخرو بنانے کا وعدہ کر رہے ہیں لیکن کیا مسلمان کہلانے والوں میں اتنی بھی سمجھ اور عقل باقی نہیں - کہ وہ دیکھ سکیں - مولوی ظفر علی اور ان کے معاونوں نے احمدیت کے مقابلہ میں عیسائیت کی تائید کرتے ہوئے جو طرز عمل اختیار کر رکھا ہے - وہ اسلام کے لئے کس قدر نقصان رساں - رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی شدید ہتک کرنے والا اور بزرگان اسلام پر کس قدر حرف لانیوالا ہے - کاش ایسے لوگ احمدیت کے بے جا بغض و حسد سے تھوڑی دیر کے لئے ہی اپنے دلوں کو پاک کر لیں - تا انہیں معلوم ہو سکے - کہ وہ جس شخص کی تائید اور حمایت کر رہے - جن کی خاطر اپنے اموال ضائع کر رہے ہیں وہ کدھر جا رہے ہیں - اور اسلام کی تباہی و بربادی کے کیسے خطرناک سامان پیدا کر رہے ہیں -

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام ادیان پر اسلام کی فضیلت ثابت کرنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثل شان اور بے نظیر قوت قدسی ظاہر کرنیکے لئے مبعوث فرمایا ہے - اور آپ نے عیسائیت کے خوفناک سیلاب سے مسلمانوں کو بچانیکے لئے نہ صرف اتنا بڑا بند باندھ دیا ہے - جس کا ٹوٹنا ناممکن ہے - بلکہ آپ نے ایسے ہتھیار عطا کر دئے ہیں - کہ ان سے مسلح ہونیوالوں کے مقابلہ میں عیسائیت شکست فاش کھا چکی - اور

بقیہ صفحہ ۲

ریلوے کے انتظامات

محکمہ ریلوے نے حسب دستور امسال بھی مسافروں کی آسائش اور آرام کے لئے کوشش کی - ۲۲ دسمبر سے گاڑیوں میں مزید بوگیاں لگا کر مسافروں کے لئے زیادہ گنجائش پیدا کر دی - ۲۵-۲۸ اور ۲۹ کو دو دو سپیشل گاڑیاں چلائیں - ٹریفک انسپکٹر صاحب بٹالہ اور قادیان میں انتظامات کی نگرانی کرتے رہے - قادیان کے سٹیشن پر سٹاف میں اضافہ کر دیا گیا - سٹیشن پر روشنی وغیرہ کا خاطر خواہ انتظام تھا - جلسہ پر آنے والوں کے لئے گاڑیوں کے اوقات کا اعلان چھاپ کر شائع کیا -

جلسہ گاہ

جلسہ گاہ سابقہ مقام پر ہی تعمیر کی گئی تھی - جس کا رقبہ ۱۳۰ × ۱۳۰ فٹ تھا - اور چاروں طرف ۱۴ = ۱۴ گیلریاں تھیں - مگر اس قدر وسیع جلسہ گاہ کے باوجود ہجوم کا یہ عالم تھا - کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تقریروں کے وقت جگہ کی تنگی شدت سے محسوس کی جاتی رہی - اور لوگوں کے سمٹ کر بیٹھنے کے باوجود بہت لوگ کھڑے رہنے پر مجبور ہوئے -

مہمانوں کی تعداد

جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ لگانے کا اس وقت تک یہی طریق ہے کہ کھانے کی پرچیوں سے تعداد شمار کی جاتی ہے - اور اس کے مطابق ۲۷ کی شام کو مہمانوں کی تعداد ۲۲۵۲۶ تھی - گزشتہ سال یہ تعداد ۱۸۰۱۱ تھی گویا اس سال مہمانوں کی تعداد میں چار ہزار کا اضافہ ہوا - اس کے علاوہ بہت سے لوگ قرب وجوار سے صبح آکر شام کو واپس چلے جاتے تھے - اور اس طرح ان کا شمار نہیں ہو سکا سرسری اندازہ یہ ہے کہ امسال تعداد مہمانان ۲۵-۲۶ ہزار تک تھی

حسن انتظام

باوجودیکہ سخت سردی کے دن تھے - اور رمضان المبارک کا مہینہ - مگر منتظمین اور کارکن سخت محنت اور مشقت اٹھا کر مہمانوں کو ہر سہولت وآرام پہنچانے کی کوشش کرتے رہے اور روزہ داروں کے لئے افطاری کے اور سحری کے وقت کھانا پہنچاتے - سحری کے وقت چھوٹی چھوٹی عمر کے بچے نہایت شوق اور سرگرمی کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کرتے اور ان کی قیام گاہوں پر کھانا مہیا کرتے - کھانے کے متعلق امسال ایک خاص بات قابل ذکر یہ ہے - کہ گائے کا گوشت پکانے کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ممانعت فرما دی اور تمام ایام جلسہ میں بکرے کا گوشت استعمال ہوا - خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنے عظیم الشان ہجوم اور اتنے عرصہ کے ہجوم میں کسی قسم کا کوئی ناگوار حادثہ پیش نہیں آیا - ہجوم کی کثرت کی وجہ سے بعض اوقات چھوٹے بچے والدین سے جدا ہوتے رہے - لیکن جلد ہی پتہ لگا کر انہیں پہنچا دیا جاتا رہا -

انتظام جلسہ

افسر جلسہ حسب سابق جناب میر محمد اسحٰق صاحب ناظر ضیافت تھے - شہر میں ناظم جلسہ کے فرائض جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کے سپرد تھے اور ان کے نائب ناظمان ماسٹر محمد طفیل صاحب - مولوی عبد الرحمٰن صاحب اور صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب تھے - دار العلوم میں ناظم جناب مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر اور نائب چوہدری غلام محمد صاحب بی - اے اور قاضی عبد اللہ صاحب بی - اے - بی ٹی تھے - ناظموں کے ماتحت ہر کام کا علیحدہ علیحدہ افسر مقرر تھا اور ہر افسر کے متعدد معاونین تھے - اور نہایت خوشی کا مقام ہے - کہ سب احباب نے نہایت جانفشانی اور تندہی سے اپنے فرائض سر انجام دئے - حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کا انتظام شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری اور ان کے معاونین کے سپرد تھا - حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے باڈی گارڈ کا انتظام چوہدری فقیر محمد صاحب کورٹ انسپکٹر رہتک کے سپرد تھا - لفٹیننٹ چوہدری عبد اللہ خان صاحب ایگزیکٹو آفیسر قصور - لفٹیننٹ تاج محمد خان صاحب اسماعیلہ ضلع پشاور - لفٹیننٹ نذر حسین خان صاحب ان کے نائب تھے - مہمانوں کی آسائش اور امداد کے لئے امسال امرتسر اور بٹالہ میں استقبال کا انتظام بھی کیا گیا

حضرت اقدس کی مصروفیت

صحت کی کمزوری کے باوجود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ ایام جلسہ میں بہت ہی مصروف رہے - عورتوں اور مردوں میں تقریریں کرنے کے علاوہ حضور ہر روز صبح ۷½ بجے سے ۹½ بجے تک اور پھر شام سے رات کے ڈیڑھ ڈیڑھ بجے تک احباب سے ملاقاتیں کرتے رہے علاوہ ازیں جلسہ کے تمام انتظامات کی بذات خود نگرانی فرماتے - تمام امور کی تفصیلی رپورٹ حضور کی خدمت میں روزانہ پیش کی جاتی - اور حضور ضروری ہدایات نافذ فرماتے

بیعت

خدا کے فضل سے اس سال بھی بہت سے احباب بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے - جن میں معزز تعلیم یافتہ لوگ شامل ہیں - بیعت کرنے والوں کی تعداد ۳۰ دسمبر تک ۵۷۵ ہو چکی ہے - اور اس میں ابھی اضافہ ہو رہا ہے - خواتین کی تعداد بھی اس میں شامل ہے -

پروگرام

جلسہ کا پروگرام جو بہت احتیاط کے ساتھ مرتب کیا گیا تھا

اور جس میں نہایت اہم موضوعات پر تقریریں رکھی گئی تھیں اس میں کسی قابل ذکر تبدیلی کی ضرورت پیش نہ آئی۔ اور لیکچرار اصحاب نے پورے طور پر وقت کی پابندی کی۔

طبّی انتظام

بیماروں کو طبی امداد بہم پہنچانے کے لئے اندرون شہر شیخ احسان علی صاحب کی دوکان پر انتظام تھا۔ اور بیرون شہر بورڈنگ ہاؤس کے گیٹ پر جس کے منتظم ڈاکٹر لال الدین صاحب تھے۔ اور ڈاکٹر شمس الدین صاحب دوائیاں وغیرہ مہیا کرتے تھے۔ مختلف محلوں کے لئے علیحدہ علیحدہ انتظام تھا۔ اس کے علاوہ نور ہسپتال بھی دن رات کے اکثر اوقات میں کھلا رہتا تھا۔

خواتین کا جلسہ

خواتین کا جلسہ بھی حسب معمول کامیابی سے منعقد ہوا جس میں دوسرے اصحاب کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی ایک تقریر فرمائی۔ بعض مستورات نے بھی تقریریں کیں۔ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے اس جلسہ کی مفصل رپورٹ موصول ہونے پر انشاء اللہ شائع کردی جائیگی۔

احمدیہ تاجرانہ نمائش

مجلس مشاورت ۱۹۳۴ء کے فیصلہ کے مطابق امسال نظارت امور عامہ نے ایک تاجرانہ نمائش کا انتظام کیا تھا جو جامعہ احمدیہ کی گراؤنڈ میں جلسہ گاہ کے قریب ہی منعقد کی گئی۔ ایک بہت بڑا شامیانہ اور اس کے ارد گرد قناتیں لگا کر اندر دوکانیں بھی بنائی گئی تھیں۔ بیرون جات سے بہت سی فرمیں اپنا تجارتی مال لائی ہوئی تھیں۔ سٹار ہوزری ورکس قادیان اور بعض دیگر مقامی دوکانیں بھی موجود تھیں۔ اور سب مل ملا کر اچھی رونق ہوگئی۔ کاروبار بھی بہت حوصلہ افزا ہوا ہے۔

پولیس کا قابل اعتراض جانبدارانہ رویہ

اس دفعہ جلسہ کے موقعہ پر خلاف معمول بعض ان افسروں کی کوشش سے جو معلوم ہوتا ہے احراریوں کی اہمیت کو بڑھانے اور حکومت کو مالی نقصان پہونچانے کے متمنی رہتے ہیں۔ پولیس کی کافی جمعیت قادیان آئی۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں سے ایک بڑے حصہ نے اپنی آمد کا مقصد احراریوں کو اشتعال انگیزی میں سہولتیں بہم پہونچانا سمجھ رکھا تھا۔ احراریوں کی طرف سے عام گذرگاہوں پر اور ہمارے عام مجمعوں میں نہایت گندہ اور فحش لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ جسے دیکھ کر احمدیوں کی آنکھوں میں خون اتر آتا۔ اس پر پولیس کے ان افسروں کو جو اس وقت قادیان میں موجود تھے۔ توجہ دلائی گئی۔ کہ احراریوں کو اس فتنہ انگیزی اور ایذا رسانی سے روکا جائے۔ مگر اس پر توجہ نہیں کی گئی۔ بلکہ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک پولیس افسر نے سلسلہ کے ایک ذمہ وار افسر کے سامنے یہ جواب دیا۔ کہ ہمارے پاس احراریوں کو اس لٹریچر کی اشاعت سے روکنے کا کوئی قانون نہیں۔ اور جب اسے توجہ دلائی گئی۔ کہ احراریوں کے جلسہ کے موقعہ پر تو پولیس نے ہم سے یہ درخواست کی تھی۔ کہ ہم کسی قسم کا لٹریچر شائع نہ کریں حتّٰی کہ جو لوگ ہماری دوکانوں پر آکر طلب کریں۔ انہیں بھی نہ دیں۔ تو افسر مذکور نے اس سے صاف انکار کر دیا۔ کہ ایسا نہیں ہوا۔ لیکن جب واقعات کے رو سے ثابت کیا گیا۔ کہ ایسا ہی ہوا تھا۔ تو اسے لاجواب ہونا پڑا۔

پولیس کے بعض آدمی احراریوں کے لٹریچر کی اشاعت کو فروغ دینے کے لئے اس قدر بے تاب تھے۔ کہ ہمیں بتایا گیا ہے۔ پولیس کے سپاہی انچارج چوکی کے پاس جا جا کر یہ بے بنیاد شکائتیں کرتے تھے۔ کہ احرار لٹریچر تقسیم کرتے ہیں۔ تو احمدی مزاحمت کرتے ہیں۔ گویا وہ یہاں اس لئے بھیجے گئے ہیں۔ کہ احراریوں کو فتنہ انگیز کارروائیاں کرنے میں مدد دیں۔

احراریوں کے کارندہ مقیم قادیان نے اخبار احسان میں شائع کرایا ہے۔ کہ ۲۸ دسمبر بروز جمعہ جبکہ ہمارا سالانہ جلسہ جاری تھا۔ احراریوں کے زیر اہتمام پندرہ ہزار مسلمانوں کا اجتماع ہوا۔ جو احمدیوں کے جلسہ سے تین گنا تھا۔ اور یہ لوگ مضافات قادیان سے جمع کئے گئے تھے قطع نظر اس سے کہ احراریوں کی بیان کردہ تعداد کہاں تک مبنی بر صداقت ہے۔ یہ تو ان کا اپنا اقرار موجود ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے دوران میں احراریوں نے بیرونجات سے بقول خود جماعت احمدیہ کے اجتماع سے سہ گنا زیادہ لوگوں کو قادیان بلایا۔ اور انہیں ایک جگہ جمع کر کے احمدیت کے خلاف تقریریں کی گئیں۔ مگر پولیس لہٰذا دوسرے ذمہ وار افسروں نے انہیں اس قسم کے اجتماع سے قطعاً نہ روکا اور اس طرح دیدہ دانستہ ایسے حالات پیدا کئے۔ جن کا ناگوار نتیجہ نکل سکتا تھا۔

اس کے علاوہ عین اس موقعہ پر جب کہ ہزارہا احمدی دنیا کے ہر حصہ سے ہر طبیعت و مذاق کے یہاں جمع تھے احراریوں نے فساد انگیزی کی پوری پوری کوشش کی۔ اور مقامی پولیس نے انہیں روکنے کی قطعاً ضرورت نہ سمجھی بلکہ ان کی باگیں بالکل ڈھیلی چھوڑ دیں۔ احراریوں نے باہر سے کسی شخص کی آمد کی آڑ میں ایک جلوس کا اہتمام کیا اشتعال انگیز الفاظ میں اس کا ڈھنڈورا پٹوایا۔ اور پھر جلوس نکال کر دل آزار اشعار پڑھتے اور نعرے لگاتے رہے۔ پولیس کو ان سب باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ مگر اس نے اس شرارت کو روکنے کی کوئی موثر کوشش نہ کی پس ہم یہ خیال کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ پولیس کے بعض افسروں نے اس موقعہ پر احرار نوازی کا پورا پورا ثبوت دیا۔ اور کوشش کی۔ کہ اپنے قیام کے دوران میں احراری پروپیگنڈا کو جس قدر ہو سکے امداد دیں۔

ہم یہ تمام واقعات اور حالات سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس گورداسپور کے نوٹس میں لا کر ملتجی ہیں۔ کہ آئندہ اس قسم کی بدعنوانیوں کا پختہ انتظام ہونا چاہیئے۔ ورنہ اس قسم کے واقعات کا نتیجہ کسی صورت میں بھی ملک یا حکومت کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔

کتاب "اسوۂ احمد" کا صحت نامہ

میری تازہ تصنیف "اسوۂ احمد" جو حال ہی میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر شائع کی گئی ہے۔ اس کے پروف چونکہ مجھے اپنی بیماری کی وجہ سے دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اس لئے اس میں بعض کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ مندرجۂ ذیل نقشہ کے مطابق ان اغلاط کی درستی کر لیں۔

خاکسار سید زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

صفحہ	غلط لفظ	صحیح لفظ
دیباچہ سطر ۱۲	کرلینے	کرنے
۱۰	حقیقتِ واہنہ	حقیقتِ راہنہ
۱۱	کفار کا ذکر	کفار کا کیا ذکر
۱۸	عَدَلًا	عَدْلًا
۳۲ حاشیہ سطر ۷	کا	مہدی کا
ص ۳۴ سطر ۱۴	اذاً	اذیً
ص ۳۸ حاشیہ سطر اول	سورہ صف	سورۂ فتح
ص ۴۱ سطر ۶	شاخوں	شانوں
ص ۴۲ سطر ۵	صفائی	صفاتی
ص ۴۲ سطر ۶	شوکافی	شوکانی
ص ۴۴ سطر ۸	بیّنات کے لئے	بیّنات
ص ۴۷ سطر ۲۱	ملحوض	ملحوظ
ص ۵۴ حاشیہ سطر ۳	نام	نام مُراد
ص ۵۸ سطر ۱۵	بیتّمُ	بیتّمَ
ص ۶۸ سطر ۴	یاخذ ونہم	یاخذ ونہا
ص ۷۵ سطر ۲۴	فآمنت من	فآمنت طائفۃ من

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:- غلام نبی